

## عصمت انبیاء: تلمود اور قرآن حکیم کا مطالعہ

محمد فاروق عبد اللہ \*

محمد عبد اللہ \*\*

تلمود کو یہود کے ہاں بہت اہمیت دی جاتی ہے بلکہ اس کو جو غیر مقطوع کی حیثیت حاصل ہے۔ تلمود ان روایات کا مجموعہ ہے جو یہود کے ہاں انبیاء اور اکابر سے سینہ بہ سینہ علماء، کتابوں، احبار اور پھر یہوں تک پہنچا۔ روایتی طور پر اہل یہود ایمان رکھتے ہیں کہ خدا نے کوہ سینا پر بزرگ موسیٰ کو لکھی ہوئی شریعت دی۔ تحریری احکام کے ساتھ ساتھ خدا نے موسیٰ کو غیر تحریری احکام بھی دیئے، یہ غیر تحریری شریعت سینہ بہ سینہ اور پشت در پشت منتقل ہوتی رہی، یہود کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے طور سینا پر موسیٰ علیہ السلام پر دو شریعتیں نازل کی۔ مکتوب شریعت اور زبانی شریعت اور یہی زبانی شریعت اصل شریعت ہے، جو اللہ کی مراد اور مکتوب شریعت یعنی تورات کی حقیقی تفسیر ہے۔

چنانچہ یہود کے اندر دہری شریعت کا آغاز ہوا اور چالیس نسلوں تک یہ خفیہ شریعت زبانی منتقل ہوتی رہی اور یہودی زبانی و خفیہ شریعت کی آٹیں میں تورات کی مانی تفسیر کرتے رہے۔ زبانی شریعت کے مکتوب نہ ہونے کی وجہ سے یہودی قوم متعین عقائد پر متفق نہیں تھی۔ ہر یہودی ربی کی اپنی تشریح و تفسیر ہوتی، جس پر اس کے خاندان اور تبعین یقین رکھتے تھے۔

تلمود عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ لمد ہے۔ عبرانی میں لمد کے معنی وہی ہوتے ہیں جو عربی میں پڑھنا۔ اسی سے تلیز بمعنی شاگرد بھی آتا ہے۔ تلمود یہودیت کا مجموعہ قوانین ہے، جو یہودیوں کی زندگی میں تقدس کا درجہ رکھتا ہے اور اسے یہودی مذہب میں دوسرا مذہب قرار دیا گیا ہے۔<sup>۱</sup>

تلمود یہودیوں کے ہاں حدیث کا درجہ رکھتی ہے تلمود کے دو اجزاء ہیں:

۱- مشنہ۔ ہالاخا (فقہ یہود) کا سب سے اولین مجموعہ، جو دوسری صدی عیسوی تک زبانی منتقل ہوتا رہا۔

۲- جمارہ۔ یہودی حاخمات نے مشنی کی جو تشریحات لکھی اس کا مجموعہ جمارہ کہلاتا ہے۔<sup>۲</sup>

اسرائیل کا موجودہ شہر تیوان جو حینہ اور نزار تھے کے درمیان واقع ہے، تلمود کی پہلی کتاب 'مشنہ' تیوان میں لکھی گئی تھی۔<sup>۳</sup>

\* پی ایچ ڈی اسکالر، شیخ زاید اسلامک سٹر، پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان

\*\* پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سینئر، پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان

تلمود کے بارے میں لکھتا ہے۔ Leo Auerbach

“MOSES received the *Torah* (the Law) at Sinai and passed it on to Joshua, Joshua to the Elders, the Elders to the Prophets, and the Prophets passed it on to the men of the Great Assembly. They said three things: Be patient in rendering decisions; bring forth many disciples; and make a fence around the *Torah*.”<sup>۴</sup>

موسیٰ پر کوہ سینا پر تورات (بمعنی قانون) نازل ہوئی، جو انہوں نے یوشع کو منتقل کی، یوشع نے انہیے متقدیں کو منتقل کیا، اور انہوں نے اس کلام کو انسانوں کے عظیم گروہ کی طرف منتقل کیا۔ جو تین باتیں کہتے ہیں، فیصلوں کو سرانجام دیتے ہوئے صبر سے کام لو، اور اپنے آگے بہت سے شاگرد لے، اور تورات کے نزدیک ایک بارہ بندوں۔

ایک یہودی مصنف F. Warne تلمود کے بارے میں رقطراز ہے۔

“THE "Talmud" is a collection of early Biblical discussions, with the comments of generations of teachers who devoted their lives to the study of the Scriptures. It is an encyclopaedia of law, civil and penal, human and divine. It is more, however, than a mere book of laws. It records the thoughts, rather than the events, of a thousand years of the national life of the Jewish people ; all their oral traditions, carefully gathered and preserved with a love devout in its trust and simplicity”.<sup>۵</sup>

تلمود یہود کی ابتدائی مباحث پر مشتمل کتاب ہے اساتذہ کی کئی نسلوں نے الہامی مخطوطات کا مطالعہ کرنے میں اپنی زندگیاں وقف کی ہیں۔ چنانچہ تلمود قانون، شہری، تعریف اتنی، انسانی اور الہامی قوانین کا انسانگلو پیڈیا ہے۔ یہ قانون کی کسی کتاب سے بالاتر کتاب ہے، اس کتاب نے یہود کی ہزاروں سال کی تاریخ کے محض واقعات کو نہیں بلکہ خیالات تک کو بیان کیا ہے، یہود کی تمام زبانی روایات کو بڑی احتیاط سے محبت، اخلاص اور امانت کے ساتھ جمع کر کے محفوظ کیا گیا ہے۔

## تالموذ کی اقسام:

تالموذ کی دو اقسام ہیں۔ ایک تالموذ کو ”فلسطینی تالموذ“ یا ”یروشلمی تالموذ“ کہا جاتا ہے۔ اسے ”مغربی تالموذ“ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی زبان مغربی ارامی ہے۔ یہ تالموذ، دوسری، تیسری اور چوتھی صدی عیسوی میں یہودیوں کو ایذا رسانیوں کی وجہ سے نامکمل رہ گئی۔ اس تالموذ پر تمہریاں میں کام ہوا۔ دوسری تالموذ ”بابلی تالموذ“ کہلاتی ہے اور یہ مشرقی ارامی میں لکھی گئی تھی۔ اس پر بابل میں رہنے والے یہودی علماء نے کام کیا ہے۔ یہ فلسطینی تالموذ کو تالموذ سے تین گناہی ہے اور یہودیوں میں بابلی تالموذ کو مستند اور مععتبر مانا جاتا ہے شہ کہ فلسطینی تالموذ کو۔ یہودی قوم اور مذہب کی بقا بڑی حد تک تالموذ کی مر ہوئی منت ہے۔ ایذاوں کے زمانہ میں وہ اپنی تسلی کے لئے تالموذ سے اس باقی حاصل کرتے تھے ۔

دوسری اور تیسری صدی عیسوی میں یہودی اپنے معبد سے محروم درس تورات میں مشغول رہے۔ سلطنتِ روم نے قوم یہود کے لیے یروشلم میں کوئی جگہ نہ چھوڑی تھی۔ چنانچہ وہ بکھر کر موجودہ اسرائیل اور عراق کے دیگر شہروں میں بس گئے۔ تورات کو پڑھنا اور گزرے علماء کے زبانی کلام کو یاد کر کہ اس پر غور و فکر کرنا ایک عبادت سی بن گئی۔ اس عبادت کے نتیجہ میں تالموذ وجود میں آئی۔ کوریگن اس بارے میں رقطراز ہے۔

کنعانی اور بابلی مدن میں مقیم یہودی علماء نے اپنی زندگی کا مقصد موسیٰ کی تورات کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا بنا لیا۔ لہذا انہوں نے مشناہ، یعنی انکے گزرے علماء و اساتذہ کی روایات کا مطالعہ اپنا بیانیادی موقف بنا دیا۔ اس مطالعہ کے نتیجہ میں تفسیر کی دو اقسام ظاہر ہوئیں: (اول) آگاہہ۔ تاریخی اور معرفی روایات (دوم) پالاخا۔ قانونی، اصولی اور اخلاقی روایات۔

دونوں اقسام تورات اور مشناہ کے مطالعہ کا نتیجہ ہیں۔ درحقیقت آج دو الگ مجموعے وجود میں ہیں جن کو ہم تالموذ کا نام دے سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک پہلے تیار ہوئی جو چوتھی صدی کی پیداوار ہے۔ اس کو یروشلمی تالموذ کا نام دیا جاتا ہے۔ دوسری پانچویں صدی میں بابل میں مکمل ہوئی اور اس کو بابلی تالموذ کہا جاتا ہے۔

تالموذ میں بنیادی طور پر مباحثت وہی ہیں جو عہد نامہ قدیم میں بیان ہوئے ہیں اگرچہ کئی مقامات پر تشریع و تو شیخ کا انداز عہد نامہ قدیم سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اس کتاب میں انبیاء و رسول علیہم السلام کے بارے میں جو

تشریحات پیش کی گئی ہیں وہ واقعی تضاد کے علاوہ ان برگزید گانِ خدا کی جو تصویر پیش کرتی ہیں وہ نہیت ہی قابل اعتراض ہے، ذیل میں ہم انبیاء سے متعلق تلمود کے تصویر کا جائزہ لیں گے۔

### حضرت آدم علیہ السلام اور تلمود:

تلمود حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش، فرشتوں کا انہیں سجدہ کرنا اور ابلیس کا انکار کرنا یہاں تک کہ آدم علیہ السلام کا بحکمِ خدا میں پر نازل ہونا وغیرہ تمام واقعات کے ذکر سے خالی ہے، اس کتاب کا آغاز نسلی آدم و حوا کے آغاز سے کیا گیا ہے۔

البته وفات آدم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے یہ الفاظ لکھے گئے ہیں۔

“Adam died, nine hundred and thirty years old, when Lemech was sixty-five years of age.....Adam died because he had eaten of the fruit of the tree of knowledge, and through his sin must all his descendants likewise die, even as the Lord has spoken”.<sup>٩</sup>

آدم نو سو تیس سال کی عمر میں وفات پا گئے جب لاک کی عمر پنیسھ سال تھی۔۔۔ آدم کی وفات اس لئے ہوئی کہ اس نے نیک و بد کی بیچان کا پھل کھالیا تھا اور اس کے گناہ کے سبب اس کی سب نسلیں اسی طرح مرتی ہیں جیسا کہ خداوند بول چکا ہے۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام کی موت کا سبب اس کا گناہ بنا، یعنی اگر اس نے وہ گناہ (شجرہ ممنوعہ کا پھل کھانا) نہ کیا ہوتا تو اس پر موت نہ آتی۔ چنانچہ ان کی موت در حقیقت ان کے گناہ کی سزا معلوم ہوتی ہے، اور اس گناہ کا خمیازہ ان کی ساری نسل کو بھی بھگتی پڑا۔ ایک منصف مزاج قاری جب یہ عبارت پڑھتا ہے تو وہ اس کے سوا کچھ اور نتیجہ اخذ نہیں کر سکتا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی ناالنصافی ہے کہ اس نے باپ کے گناہ کی سزا میں اس کی تاقیمت آنے والی اولاد کو بھی شریک کر لیا، یقیناً یہ نظریہ عہد نامہ قدیم سے ماخوذ ہے اور اس میں مخصوص نبی آدم علیہ السلام کو واضح گناہ گار قرار دیا گیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ عہد نامہ قدیم کی تشریع میں یہود کا نظریہ یہی ہے کہ آدم گناہ گار تھے اور ان کا گناہ آنے والی نسلوں میں موجود ہے۔

جبکہ قرآن مجید میں واضح ارشاد ہے۔

﴿وَلَا تَكُسِبْ كُلُّ نَهْيٍ لَا عَلِيهَا ۗ وَلَا تَرْزُّ وَازِرَةٌ وَزُرَّ أُخْرَى﴾<sup>١٠</sup>

اور جو شخص بھی کوئی عمل کرتا ہے اور وہ اسی پر رہتا ہے اور کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

## حضرت نوحؐ اور تالیمود:

حضرت نوحؐ کے بارے میں تالیمود میں لکھا ہے۔

“ Noah found grace in the eyes of the Lord ; and God selected Noah and his family from all the people of the earth, to keep them alive through the destruction which He designed” ”

نوح خدا کی نظر میں مقبول ہوا اور خدا نے زمین کے سب لوگوں میں سے اسے اور اس کے خاندان کو چنا، تاکہ

تباہی سے انہیں محفوظ رکھے جس کا اس نے ارادہ کیا تھا۔

یہاں ایک تضاد عہد نامہ قدیم اور تالیمود میں واضح بطور پر موجود ہے کہ ایک مقام پر لکھا ہے کہ خدا نے نوحؐ کو چنا، لیکن جب نبوت دی تو نوح اور ان کے خاندان کے ایک اور فرد حنوک بن قابیل کے بیٹے متوشالح کو بھی منصب نبوت پر سرفراز کیا۔

“And it came to pass in the four hundred and eightieth year of the life of Noah, that the only righteous ones left in that generation were Methusaleh, and Noah with his family. Then the word of the Lord came to Methusaleh and Noah, saying :” Go forth, proclaim to all mankind, I Thus saith the Lord. Turn from your evil inclinations” ”

اور وقت گزرتا گیا اور نوح کی زندگی کے چار سو سال کے سال میں نوح اور اس کے خاندان کے علاوہ صرف ایک راست باز شخص بچا اور وہ متوشالح تھا، تب خدا کا کلام متوشالح اور نوح پر نازل ہوا، جاؤ سب انسانوں میں اعلان کر دو، خدا کہتا ہے کہ اپنی بدی کی رغبتوں سے منہ موڑو۔

اگر ہم عہد نامہ قدیم کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہاں متوشالح کو خدا کی طرف سے نبوت عطا کرنے کی کوئی وضاحت نہیں ہے بلکہ عہد نامہ قدیم میں لکھا ہے۔ کتاب پیدائش ملاحظہ ہو۔

لیکن خداوند کے حکم کے مطابق زندگی گذارنے والا ایک آدمی تھا۔ وہی نوح کہلاتا ہے۔ ”

دوسرے مقام پر لکھا ہے۔ ”پھر خداوند نے نوح سے کہا، اس زمانے کے لوگوں میں تو تہراست باز ہے۔ اس وجہ سے تو اپنے تمام اہل خاندان کو ساتھ لے کر کشتنی میں سوار ہو جا۔“ ۱۳

چنانچہ تالیمود اور عہد نامہ قدیم میں تضاد سے حضرت نوحؐ کی عصمت و نبوت پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا متوشالح ان کی نبوت میں شر آکتے دار تھا؟ اور اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کی وضاحت عہد نامہ قدیم میں کیوں نہیں ہے۔ جبکہ تالیمود میں لکھا ہے۔

Noah and Methusaleh went forth and spoke these words of the Lord to the people. Every day, from morning until night, they addressed the people, but the people heeded not their words.<sup>۱۵</sup>

نوح اور متوشالح لوگوں کے درمیان گئے اور انہیں خدا کے الفاظ سنائے، ہر روز صبح سے شام تک انہوں نے لوگوں سے خطاب کیا لیکن لوگوں نے ان الفاظ پر توجہ نہ دی۔  
ایک اور مقام پر تالیف میں لکھا ہے۔

And again the Lord spoke to Methusaleh and Noah, saying : "Once more call mankind to repentance; call once again, ere my punishment falls upon the people."<sup>۱۶</sup>

خداوند نے دوبارہ متوشالح اور نوح سے کلام کیا کہ انسانوں کو ایک دفعہ اور توبہ کے لئے بلاہ، انہیں دوبارہ توبہ کی دعوت دو اس سے پہلے کہ میری سزا ان لوگوں پر آئے۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ متوشالح اور نوح ساری زندگی اکھٹے نبوت کا پیغام لے کر تبلیغ کرتے رہے حالانکہ عہد نامہ قدیم میں ایسی کوئی تفصیل موجود نہیں ہے اگر نوح کی نبوت میں متوشالح کی شرکت تھی، تو عہد نامہ قدیم کی عبارت میں اس کی تفصیل موجود کیوں نہیں اور اگر متوشالح نبی نہیں تھے تو تالیف میں نہیں نبوت پر سرفراز کیسے کر سکتی ہے مزید یہ کہ تالیف میں لکھا ہے کہ جب طوفان آنے لگا تو لوگ کشتنی نوح کے پاس جمع ہوئے اور حضرت نوح سے مدد کی درخواست کرنے لگے لیکن انہوں نے انہیں دھنکا دیا۔

And the people came to the ark and clung to it, and cried to Noah for help, but he answered them : "For a hundred and twenty years I entreated ye to follow my words ; alas, 'tis now too late."<sup>۱۷</sup>

لوگ کشتنی کے پاس آئے اور اس سے چھٹ گئے اور مدد کے لئے نوح کو پکارتے رہے لیکن نوح نے لوگوں کو جواب دیا کہ 'ایک سو بیس سال تک میں نے اپنے الفاظ کی پیروی کرنے کے لئے تم سے ایمان کی لیکن افسوس اب بہت دیر ہو چکی ہے۔'

واضح ہے کہ عہد نامہ قدیم کی عبارت میں ایسی کوئی تفصیل موجود نہیں ہے کہ جس میں حضرت نوح پر یہ الزام لگایا جائے کہ طوفان آنے کے بعد انہوں نے لوگوں پر ترس نہیں کھایا بلکہ قرآن مجید کے مطابق توجہ پانی جڑھنے لگا تو توبہ بھی وہ اپنے نافرمان بیٹھ کو کشتنی میں آنے اور ایمان لانے کی دعوت دے رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿وَنَادَى نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يُبَيِّنَ اِرْكَبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكُفَّارِينَ، قَالَ سَأَوِيَّ إِلَيْ جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمُلَائِكَةِ. قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَهُ، وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمُوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرِقِينَ﴾<sup>۱۸</sup>.

اور نوحؐ نے اپنے لڑکے کو جو ایک کنارے پر تھا، پکار کر کہا کہ اے میرے بیارے بچے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں میں شامل نہ رہ، اس نے جواب دیا کہ میں تو کسی بڑے پہاڑ کی طرف پناہ میں آ جاؤں گا جو مجھے پانی سے بچا لے گا، نوحؐ نے کہا آج اللہ کے امر سے بچانے والا کوئی نہیں، صرف وہی بچپن گے جن پر اللہ کا رحم ہوا۔ اسی وقت ان دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی اور وہ ڈوبنے والوں میں سے ہو گیا۔

جبکہ تالیف کے مطابق حضرت نوحؐ طوفان کے دوران کشتنی میں مصیبت میں گھرے ہوئے تھے، اور خدا سے دعا گو تھے کہ اس مصیبت سے جان چھڑوادے اور وہ کشتی میں موجودگی کو اپنے لئے قید سمجھ رہے تھے اور دلی طور پر سخت بیزار تھے۔

تالیف کی عبارت ملاحظہ ہو۔

Then Noah addressed the Eternal in prayer :

\*'O Lord, I beseech Thee, save us now! Without strength to face this great calamity, we come to Thee..... And God answered Noah, saying : "At the close of the year thou and thy family may go forth out of the ark."<sup>۱۹</sup>

تب نوحؐ نے اپنے ابدی خدا سے دعا کی کہ اے خداوند میں تیری منت کرتا ہوں کہ اب ہمیں بچا اس بڑی مصیبت کا سامنے کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوئے ہم تیرے پاس آتے ہیں، دریاؤں کا پانی ہمیں خوفزدہ کرتا ہے، اور لہروں میں ہمیں اپنی موت دکھائی دیتی ہے، اے خدا ہم پر اپنا چہرہ جلوہ گرفما، ہم پر رحم کر، ہمارے خدا ہمیں چھڑوا، ہمیں رہائی دے اور ہمیں بچا، اے خدا، آسمان اور زمین کے خدا اس حالت غیر سے ہمیں چھڑا، اس قید سے ہمیں باہر نکال جس میں ہم ہیں، اور حقیقت میں ہمارے دل اس مصیبت سے بیزار ہیں۔

مندرجہ بالا عبارت یہ ثابت کرتی ہے کہ کشتی میں حضرت نوحؐ را صل خود کو خدا کی حفاظت میں نہیں بلکہ قید اور مصیبت میں گھرا ہوا سمجھ رہے تھے اور کشتی میں خدا سے اس مصیبت سے نجات کے لئے مسلسل دعا گو تھے حالانکہ اس طرح کی کوئی عبارت عہد نامہ قدیم میں بھی موجود نہیں ہے۔

حضرت ابراہیمؐ اور حضرت لوٹ پر باہمی رنجش کا الزام:

حضرت لوٹ علیہ السلام نے حضرت ابراہیمؐ کے ساتھ بھرت کی تھی اور ایک عرصہ تک ان کے ساتھ رہے، لیکن پھر سدوم جا بے اور اہل سدوم کی طرف مبعوث کئے گئے۔ یہ سب کچھ کیسے ہوا، تالیف امدادور قرآن حکیم کامطالعہ ڈالتی ہے:

“Now Lot possessed large herds of cattle, for God had prospered him in his undertakings. And it happened' that the herdsmen of Lot and the herdsmen of Abram quarreled and disputed in regard to rights of pasturage and water, and they strove one with the other. .... Thou knowest that I am but a stranger and sojourner in this land, and thou shouldst bid thy servants to be heedful.”

”اور ابرام نے ویسا ہی کیا، جیسا کہ خداوند نے اسے حکم دیا اور اپنے بھائی کے بیٹے لوٹ کے ساتھ حاران سے کنعان کی زمین پر گیا، اب لوٹ ایک بڑے مویشیوں کے رویڑ کا مالک تھا کیونکہ خدا نے اپنے وعدے کے مطابق اسے کامیاب کیا اور لوٹ کے چروہوں اور ابراہیمؐ کے چروہوں نے پانی اور چراغاگاہ کے حصول کے لیے جگڑا کیا اور لڑے اور انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کیا اس لئے ابرام نے لوٹ سے کہا، تو نے غلط کام کیا ہے اور تو اور تیرے چروہوں کے سب سے میں اپنے ہمسایوں کے لئے نفرت کا باعث بنا ہوں کیونکہ تیرے چروہوں نے اپنے مویشیوں کو اس زمین پر چرایا ہے جو دوسروں کی ملکیت ہیں اور میں نے ان کی ملامت برداشت کی ہے۔ تو جانتا ہے کہ میں اس زمین پر ابھی اور مسافر ہوں۔ اس لیے تو اپنے نوکروں کو حکم دے کہ وہ ہوشیار رہیں۔

تالیف ابرامؐ کے جھٹکنے کے باوجود لوٹ کے چروہوں نے ابرام کے آدمیوں کے ساتھ جگڑنا جاری رکھا اور اپنے ہمسایوں کی چراغاگاہوں میں بلا اجازت داخل ہوئے۔ آخر کار ابرام سنجیدگی سے بولا اور کہا:

“Let there be no strife between us, for we are near relations, yet we must separate, Go thou whither thou choose thy dwelling-place where thou wilt, thou and thy cattle and all thy possessions, but bide no longer with me.”

ہمارے درمیان جگڑانہ ہو کیونکہ ہم قریبی رشتے دار ہیں تاہم ہمیں علیحدہ ہو جانا چاہیے جدھر تجھے اچھا لگے تو جا اور اپنے رویڑوں کے لیے اور اپنی ساری ملکیت کے لیے رہنے کی جگہ چن جہاں تو رہنا چاہے، لیکن میرے ساتھ مزید رہنے کا آرزو مند نہ ہو۔“

مندرجہ بالا عبارت کے مطابق چروہوں کی لڑائی میں حضرت لوٹ کا عمل درست نہیں تھا تبھی حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا تو نے غلط کام کیا جبکہ اس غلط کام کی تالمود میں نشاندہی نہیں کی گئی البتہ حضرت ابراہیمؑ کی زبانی حضرت لوٹ پر یہ الزام لگادیا گیا کہ تیرے چروہوں کے سبب سے میں اپنے ہمسایوں کے لیے نفرت کا باعث بنا ہوں کہ انہوں نے اپنے جانور دوسروں کی زمین پر چڑائے ہیں، تالمود یہی باور کرنا چاہتی ہے کہ ابراہیمؑ علیہ السلام کے جھٹکے کے باوجود لوٹ علیہ السلام کے چروہے ہمسایوں کی چراغا ہوں میں بلا اجازت داخل ہوئے جبکہ یہ ممکن نہیں کہ لوٹ علیہ السلام اجازت نہ دیں اور ان کے چروہے پھر بھی باز نہ آئیں، یقیناً انبیاء کرام ایسی تمام رنجشوں سے معصوم ہوتے ہیں جس پر قرآن گواہ ہے حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کو تمام انبیاء مابعد کا باپ اور جد امجد ہونے کا شرف حاصل ہے۔

قرآن کریم آپؐ کو ”صدیق“، ”قرار دیتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَإِذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِنْرِهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا﴾ ۲۲

”اے محمد! اپنی کتاب (قرآن) میں ابراہیمؑ کو یاد کیجئے، بے شک وہ سچے نبی تھے۔“

قرآن حضرت لوٹ علیہ السلام کو ہدایت کا نمونہ بنائے کر پیش کرتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿وَلُوطًا أَتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ تَعْمَلُ الْخَبَءَاتِ إِنَّهُمْ كَانُوا

قَوْمًا سَوْءَ فَسِقِينَ - وَأَدْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ﴾ ۲۳

”اور لوٹ (کا قصہ یاد کرو) جب ان کو ہم نے حکم (یعنی حکمت و نبوت) اور علم بخشا اور اس بستی سے جہاں کے لوگ گندے کام کیا کرتے تھے بچا نکلا بے شک وہ بُرے اور بد کردار لوگ تھے اور انہیں (لوٹ علیہ السلام کو) اپنی رحمت میں داخل کیا۔ کچھ شک نہیں کہ وہ نیک کرداروں میں تھے۔“

حضرت لوٹ کی بیٹیوں کو سزا کی موضوع داستان:

تالمود میں حضرت لوٹ کی بیٹیوں سے متعلق ایک ایسی روایت بیان کی گئی ہے جس کا ذکر خود عہد نامہ قدیم میں بھی موجود نہیں ہے جس کے مطابق حضرت لوٹ کی بیٹیوں کو اجنبی مسافروں کی مدد کرنے پر سزاۓ موت دی گئی ملاحظہ ہو۔

At another time a certain poor man entered Sodom, and as everybody refused to give him food, he was very nearly starved to death when Lot's daughter chanced to meet him, For many days she supported him, carrying him bread whenever she went to draw water for her father. .....

Another maiden, who assisted a poor stranger, was smeared with honey, and left to be stung to death by bees.<sup>۱۷</sup>

ایک غریب آدمی سدوم کی بستی میں داخل ہوا اور ہر ایک نے اسے کھانا دینے سے انکار کر دیا، وہ مرنے کے قریب تھا، کہ لوٹ کی بیٹی کو اس سے ملنے کا موقع ملا، اور کئی دنوں تک اسے کھانا دیتی رہی، جب بھی وہ اپنے باپ کے لئے پانی لینے جاتی تھی، شہر کے لوگوں نے دیکھا کہ وہ غریب آدمی اب تک زندہ ہے، انہوں نے تین آدمیوں کی کمیٹی بنائی کہ اس کے آنے جانے کی خبر رکھیں انہوں نے لوٹ کی بیٹی کو اسے کھانا دیتے ہوئے دیکھا، وہ اسے پکڑ کر قاضی کے پاس لے گئے، جس نے اسے جلا کر مار دینے کا حکم دیا، یہ سزا اسے دی گئی، دوسری کنواری بہن کو غریب اجنبی کی مدد کرنے کی وجہ سے اس پر شہد مل دیا گیا، اور شہد کی مکھیوں کے ڈنک سے مرنے لے لئے چھوڑ دیا گیا۔

مندرجہ بالاتالیمودی روایت سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ حضرت لوٹ<sup>ؑ</sup> دو بیٹیوں کو ایک اجنبی غریب کی مدد کرنے کی وجہ سے سرکاری طور پر قاضی کے ذریعے موت کے گھاٹ اتارا گیا حالانکہ اس تمام روایت سے عہد نامہ قدیم مکمل طور پر خالی ہے جبکہ عہد نامہ قدیم میں یہ لکھا ہے۔

صغر میں سکونت اختیار کئے ہوئے رہنے پر لوٹ کو خوف ہونے لگا۔ جس کی وجہ سے وہ اور اس کی بیٹیاں پہاڑوں میں جا کر ایک غار میں رہنے لگے۔<sup>۱۸</sup>

### حضرت اسماعیل<sup>ؑ</sup> پر اسحاق<sup>ؑ</sup> سے بعض وعداوت کا الزام:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ہاجر کے بطن سے تھے جو ماضی میں بادشاہ مصر کی لوئڈی تھیں، اور حضرت ابراہیم<sup>ؑ</sup> کی زوجہ حضرت سارہ کو تھنے میں ملی تھیں ان کے بطن سے حضرت اسماعیل<sup>ؑ</sup> نے جنم لیا یہود کو حضرت اسماعیل علیہ السلام سے خاص کدوڑت ہے کیونکہ وہ نبی اکرم ﷺ کے جدا مجدد ہیں، اس لئے یہودی مصنفین نے ان کے بارے میں کئی کہانیاں وضع کر کے ان کی عصمت کو مجرور کرنے کی کوشش کی ہے، چنانچہ تالیمود کا بیان ہے:

“Ishmael, the son of Hagar and Abraham, was very fond of hunting and field sports. ..... she made many complaints to Abraham of the boy's doings, and urged him to dismiss both Hagar and Ishmael from his tent, and send them to live at some other place”.<sup>۱۹</sup>

”ابراہیمؐ اور ہاجرہ کا بیٹا اسماعیل جنگلوں میں شکار کرنے کا بہت شوقیں تھا، وہ ہر وقت اپنے ساتھ اپنی کمان اٹھائے رکھتا اور ایک موقع پر جب اسحاق پانچ سال کا تھا، اسماعیل نے بچے کی طرف اپنے تیر کا نشانہ بنایا اور چلایا: ”اب میں تجھ پر تیر چلا رہا ہوں“، سارہ نے اس واقعہ کی گواہی دی اور اپنے بیٹے کی زندگی کے لئے خوف زدہ ہو گئی اور اپنی لونڈی کے بچے کو ناپسند کیا، اس نے اس بڑکے کے کاموں کی ابراہیم سے کئی بار شکایت کی اور اسے مجبور کیا کہ ان دونوں ہاجرہ اور اسماعیل کو اپنے خیمے سے نکال دے اور انہیں کسی دوسری جگہ رہنے کے لئے بھیج دے۔“

مندرجہ بالا عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے حضرت اسحاق پر تیر سے نشانہ باندھ کر انہیں خوفزدہ کیا اور دھمکایا جس کی وجہ سے حضرت سارہ حضرت اسماعیل سے خوفزدہ ہو گئیں اور انہیں ناپسند کرنے لگیں اور حضرت ابراہیمؐ کو مجبور کرنے لگیں کہ وہ انہیں کہیں دور بھیج دیں۔ تالیم کی اس روایت میں دو بھائیوں کو جو مستقبل میں تاج نبوت سے سرفراز ہونے والے تھے بغض و عداوت کی کہانی بیان کی گئی ہے حالانکہ اللہ جنہیں نبوت کے لیے چنتا ہے ان کے سینے باہمی بغض و نفاق سے ہرگز آکرودہ نہیں ہوتے لیکن یہاں انبیاء کو آپس میں ہی رقبت و حسد کا شکار باور کروایا جا رہا ہے جو واضح طور پر ان کی عصمت پر بہتان ہے۔

حضرت اسماعیلؐ کی زوجہ پر حضرت ابراہیمؐ کی بے تو قیری کا لزام: تالیم کے مطابق حضرت اسماعیلؐ کی زوجہ نے حضرت ابراہیمؐ کی بے تو قیری کی اور گھر آنے پر ان سے برے طریقے سے پیش آئی۔ ملاحظہ ہو۔

”He reached Ishmael's dwelling-place about noontime, and found that his son was away from home, hunting. He was rudely treated by Ishmael's wife, who did not know him, and who refused him the bread and water which he asked for“<sup>۲۲</sup>

ابراہیمؐ دو پھر کو اسماعیلؐ کے رہنے کی جگہ پہنچا، اسے معلوم ہوا کہ اس کا بیٹا شکار کرنے گیا ہوا ہے، اسماعیل کی بیوی ابراہیمؐ سے غیر مہذب طریقے سے پیش آئی، وہا سے نہیں جانتی تھی، اور اس نے اسے کھانا اور پانی دینے سے انکار کر دیا، جو کہ ابراہیمؐ نے اس سے مانگا تھا۔

ایسا ممکن نہیں ہے کہ حضرت اسماعیلؐ کی بیوی حضرت ابراہیمؐ سے ایسا سلوک کرے اور ان کو پہچانتی تک نہ ہو واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی یہودی مصنف کی ذہنی اختراع ہے جس کا حقیقت سے کوئی بھی واسطہ نہیں ہے جبکہ قرآن مجید میں اس گھرانے کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿فَوَادْعُوكُ فِي الْكِتَابِ إِنْهُمْ لَنَعْمَلُ﴾<sup>٣٧</sup> إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا لِّلَّهِ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالرُّكُونَ<sup>٣٨</sup> وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ

<sup>٣٨</sup> مَرْضِيَّا

ترجمہ:- اور کتاب میں اسماعیل کا بھی ذکر کروہ و عدے کے سچ اور (ہمارے) صحیح ہوئے نبی تھے اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے تھے اور اپنے پروردگار کے ہاں پسندیدہ (و برگزیدہ) تھے۔

### اسماعیل کو لاچی ثابت کرنا:

اسماعیل کے بارے میں ایک جگہ تلمود میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم اسحاق کو قربانی کے لئے لے جا رہے تھے تو اس وقت حضرت اسماعیل اپنے والد کی جانزاد کے وارث بننے کا خواب دیکھ رہے تھے۔ لیکن ابراہیم کے ایک نوکر نے ان کو کہا کہ وہ اپنے والد کے گھر سے نکالے جا پکے اس لئے وہ وارث نہیں۔ سفر کے دوران اسماعیل العیاذ (ابراہیم کے گھر کا نگران ملازم) سے کہتے ہوئے بولا۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

“My father intends to sacrifice his son Isaac for a burnt offering ; therefore, I will be his heir, for am I not his firstborn son ?” Nay,” answered Eleazer, “ thy father drove thee forth that thou shouldst not inherit his possessions ; to me, his faithful servant, will all his wealth descend”.<sup>٣٩</sup>

میرا باپ سوختنی<sup>٤٠</sup> قربانی کے لئے اسحاق کو قربان کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس لئے میں اس کا وارث ہوں گا کیا پہلو ٹھایٹا نہیں ہوں، نہیں العیاذ نے جواب دیا۔ تیرے باپ نے تجھے گھر سے نکال دیا تھا، اس لئے تو اس کی جانزاد کا وارث نہیں ہو سکتا، میں اس کا وفادار نو کر اس کی ساری دولت کا وارث ہوں گا۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسحاق کی قربانی پر اسماعیل خوش تھے کہ وہ جانزاد کے وارث بننے والے ہیں، لیکن حضرت ابراہیم کے وفادار نو کرنے اپنی ملکیت کا حق وفاداری کی بنیاد پر ثابت کر دیا، گویا معاذ اللہ حضرت اسماعیل ایک نوکر جیسے بھی وفادار نہ تھے۔ جبکہ قرآن مجید کے مطابق حضرت اسماعیل کو حضرت ابراہیم کی وراثت سے محروم نہیں کیا گیا اور نہ ہی حضرت سارہ کی وجہ سے گھر سے نکلا گیا۔ بلکہ اس کی وجہ حضرت ابراہیم کے الفاظ میں قرآن اس طرح بیان کرتا ہے۔

﴿فَلَمَّا آتَيْنَا لَهُنَّا آشْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِنِ بِوَادٍ عَيْرٍ ذُرِّيَّتِنِ بِرَبِّنِ الْمَحَاجِمِ<sup>٤١</sup> زَيَّنَ لِيَقْنِمُوا الصَّلَاةَ فَلَمَّا جَعَلْنَاهُنَّا آفَيْدَهُ مَنَّ

الثَّالِسَ تَهْوِيَ اللَّهُمَّ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الْمَتَّرَتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ<sup>٤٢</sup>﴾

”میرے پروردگار میں نے لا بسیا اپنی کچھ اولاد کو، ایک ایسی وادی میں جس میں کوئی کھیت (بڑی) نہیں تیرے حرمت والے گھر کے پاس، ہمارے پروردگار، (یہ اس لئے کیا کہ) تاکہ یہ نماز قائم کریں پس تو (اے میرے مالک اپنے کرم و عنایت سے) ایسا ایسا پھیر دے ان کی طرف کچھ لوگوں کے دلوں کو کہ وہ ان کے گرویدہ ہو جائیں، اور ان کو روزی عطا فرم اس طرح کی پیداواروں سے تاکہ شکر ادا کریں۔“

### اسحاقؑ کی قربانی پر ابراہیمؑ کا سارہؓ سے جھوٹ بولنا

تلمود کے مطابق جب خدا کی طرف سے حضرت ابراہیمؑ کو میلے کی قربانی حکم ہوا تو وہ بہت غمزدہ ہوئے کیونکہ اسحاقؑ کو ان کی والدہ سے الگ کرنا تھا، اور اس مقصد کے لئے انہوں نے بہانے سے حضرت اسحاقؑ کو ان کی والدہ سے الگ کیا۔ گویا کہ اگر حضرت سارہ کو معلوم ہوتا تو وہ کبھی اس قربانی کی ادائیگی کے لئے تیار نہ ہوتی۔

“When this command was delivered to Abraham, chief among the many griefs and anxieties which oppressed his mind, was the necessity of separating Isaac from his mother. He could not tell her of his intention, and yet the lad was Always with her.”<sup>۱۱</sup>

جب یہ حکم (قربانی کا) ابراہیمؑ کو دیا گیا تو وہ بہت زیادہ غمزدہ ہوا اور اس کا ذہن پر بیٹھا، کیونکہ اسحاقؑ کو اس کی ماں سے الگ کرنا ضروری تھا، وہ اپنے ارادے کو اس پر ظاہر نہ کر سکے، کیونکہ بچہ ہمیشہ اس کے پاس رہتا تھا۔

حضرت ابراہیمؑ کو اس مقصد کے لئے ایک جھوٹا بہانہ کرنا پڑا اور انہوں نے اصل مقصد ظاہر کرنے کی بجائے حضرت سارہ کو جا کر کہا۔

“Thy son is growing to manhood, and he has not yet learned the service of heaven. To-morrow I will take him with me to learn the ways of the Lord, with Shem and Eber.”<sup>۱۲</sup>

تیرا بیٹا سن بلوغت کو پہنچ رہا ہے اور اس نے ابھی تک آسمانی خدمت کو نہیں سیکھا، کل میں اسے سام اور ایک ساتھ خدا کی راہوں کے سکھانے کے لئے اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا۔

تلمود کے مطابق اس پر حضرت سارہ کا رد عمل ابراہیمؑ کی توقع کے عین مطابق اصل مقصد ظاہر کئے بغیر بھی ایسا تھا کہ وہ ساری رات سونہ سکیں، اور جب سفر شروع کرنے کے لئے اگلی صبح حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسحاقؑ اگلی صبح حاضر ہوئے تو سارہ نے اسحاقؑ کو میں سے لگایا اور روتے ہوئے اور سکیاں لیتے ہوئے کہا:

Oh, my son, my son ! how can I allow thec to wandei from me; my only child, my pride, my hope." Then turning to Abraham she said : "Watch carefully the lad, for he is young and tender ; let him not travel in the heat, nor journey so as to weary his frame. <sup>۲۴</sup>

اے میرے بیٹے اے میرے بیٹے میں کیسے تجھے خود سے الگ کرنے کی اجازت دے سکتی ہوں، میرے بچے، میرا فخر، میری امید، پھر ابراہیمؐ کی طرف مڑتے ہوئے سارہ نے کہا "بچے کی احتیاط سے حفاظت کرنا، کیونکہ وہ کم سن اور نرم و نازک ہے، گرمی میں جب وہ تھک جائے تو اسے مت چلانا۔ تالموذ کی مندرجہ بالاعبارت سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ابھی تو حضرت ابراہیمؐ نے صرف عبادت کا مقصد ظاہر کیا تھا، تو حضرت سارہ اس قدر پریشان تھیں یعنی اگر صل مقصد ظاہر ہو جاتا تو وہ تو کبھی بھی رضامند نہ ہو تیں۔

### حضرت اسحاقؐ کی بجائے مینڈھے کی قربانی:

تالموذ کی بیان کردہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؐ قربانی کے دوران بہت غمزدہ تھے اور رو رہے تھے اور انہوں نے اسحاقؐ کے اصرار کے باوجود انہیں ذبح کرنے کی بجائے ایک مینڈھے کو ذبح کر دیا اور خدا کو کہا کہ اسے بیٹے ہی کا نون سمجھا جائے اس سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ قربانی خدا کے حکم کے خلاف تھی کیونکہ خدا نے تو بیٹے کی قربانی مانگی تھی۔

When Abraham heard these words he wept bitterly, but Isaac continued with a firm voice : " Now quickly, father, do the will of God." ..... May this blood be considered even as the blood of my son, offered as a sacrifice before the Lord." And so through the entire sacrificial service Abraham prayed : "May this be received even as the blood of my son, offered as a, burnt-offering before the Lord." <sup>۲۵</sup>

جب ابراہیمؐ نے یہ باتیں سنی تو وہ بہت رویا، لیکن اسحاقؐ نے مضبوط آواز سے بولنا جاری رکھا، اے باپ اب جلدی کر اور خدا کی مرضی پوری کر، اور اس نے چھری چلنے کے لئے اپنی گردن کو سیدھا کیا جاؤس کے باپ کے ہاتھ میں تھی، ابراہیمؐ گیا اور مینڈھے کو لیا اور اپنے بیٹے کی بجائے اسے سوختنی قربانی کے لئے پیش کیا۔ ابراہیمؐ نے مینڈھے کے خون کو قربانی گاہ پر چھڑ کا اور کہا، غالباً اس خون کو ایسا ہی سمجھا جائے، جیسا کہ یہ میرے بیٹے کا خون ہے، ابراہیمؐ نے تمام قربانی کی عبادت میں بہی دعا کی کہ خدا کرے یہ میرے بیٹے کے خون کی طرح ہی قبول ہو، جو خدا کے سامنے سوختنی قربانی کے لئے پیش ہوا۔

تالیمود کی مندرجہ بالا عبارت کو پڑھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم حضرت اسحاقؑ کی قربانی کے لئے دلی طور پر رضامند ہی نہ تھے اسی وجہ سے انہوں نے پہلے تو اسحاقؑ کے اصرار کے باوجود قربانی کی ہی نہیں اور جب بیٹے نے مجبور کیا تو انہوں نے خود ایک مینڈھے کو اسحاقؑ کی جگہ ذبح کر کے خدا سے دعا کی کہ مینڈھے کی قربانی کو اسحاقؑ کی بجائے قبول کر لے۔ واضح ہے کہ قرآن مجید کے مطابق حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کو قربان کیا تھا یہود حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کے توسرے سے ہی منکر ہیں جبکہ عہد نامہ قدیم کے مطابق ابراہیمؑ نے اسحاقؑ کی قربانی پیش کی لیکن تالیمود کی اس عبارت کو پڑھ کر تو خود اسحاقؑ کی قربانی کی بھی تردید ہو رہی ہے بلکہ حضرت ابراہیمؑ پر یہ الزام آرہا ہے کہ انہوں نے اسحاقؑ کی قربانی کی بجائے مینڈھے کو ذبح کر کے خدا کے حکم پر عمل نہ کیا جس سے عہد نامہ قدیم اور تالیمود کا تضاد واضح ہوتا ہے کتاب پیدائش میں لکھا ہے۔

تب اس نے اپنے بیٹے کو قربان کرنے کیلئے چھری اور اٹھائی۔ خداوند کا فرشتہ جنت سے پکارا، "ابراہیم، ابراہیم! "ابراہیم نے جواب دیا، "میں یہاں ہوں۔" خدا کے فرشتے نے کہا کہ تو اپنے بیٹے کو قربان نہ کر اور نہ ہی اسے کسی قسم کی تکلیف دے۔ اب میں جانتا ہوں کہ تم خدا سے ڈرتے ہو، کیونکہ تم نے اپنے اکتوتے بیٹے کو قربان کرنے میں پس و پیش نہیں کیا۔ "جب ابراہیم نے آنکھ اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا تو ایک مینڈھا نظر آیا۔ اس مینڈھے کا سینگ ایک جھاڑی میں پھنس گیا تھا۔ وہ فوراً وہاں گیا۔ اور اس مینڈھے کو پکڑا اور اپنے بیٹے کی جگہ اس مینڈھے کو قربان کر دیا۔<sup>۳۶</sup>

ادھر تالیمود کے مطابق جب کسی بوڑھے نے حضرت سارہ کو اسحاقؑ کی جھوٹی خبر دی تو انہوں نے رونا چلانا اور ماتم کرنا شروع کر دیا۔<sup>۳۷</sup>

تب سارہ ٹوٹے ہوئے دل سے پورے زور سے چلائی، اور اپنے آپ کو زمین پر گرا یا اور سسکیاں لیتے ہوئے کہنے لگی، میرے بیٹے، کیا میں تیرے لئے اس مرچکی تھی، تجھے جسے میں نے جنم دیا اور پرورش کی میری زندگی اور محبت ساری تیرے ہی لئے تھی، اب میرا خیر اور خوشی ماتم میں بدل گئی، کیونکہ آگ نے میری خوشی کو جلا دیا ہے۔<sup>۳۸</sup>

قرآن مجید میں حضرت اسحاقؑ کی بجائے حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کا ذکر کریوں آتا ہے۔

﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيُ قَالَ يُبَيِّنَ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَأَنْظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعُلْ مَا تُؤْمِنُ. سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ، فَلَمَّا أَسْلَمَ وَتَلَهُ لِلْجَبِينَ، وَنَادَيْنِهُ أَنْ يَأْبِرِسِيمُ، قَدْ صَدَقَتِ الرُّءْيَةِ، إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ﴾<sup>۳۹</sup>

پھر جب وہ (اسماعیلؑ) اتنی عمر کو پہنچا کہ اس کے ساتھ چلے پھرے، تو اس (ابراہیم علیہ السلام) نے کہا کہ میرے پیارے بچے! میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اب تو بتا کہ تیری کیا رائے ہے، بیٹے نے

جو اب دیا کہ اباجان جو حکم ہوا ہے اسے بحال ایئے انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ جب دونوں نے حکم مان لیا اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا، تو ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم! یقیناً تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا، یعنیکہ ہم یہی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔

### غم سے حضرت سارہؓ کی وفات اور ابراہیمؓ و اسحاقؓ کا ماتم:

تالیف کے مطابق حضرت سارہؓ نے اپنے خاوند حضرت ابراہیمؓ اور اور بیٹے اسحاقؓ کو تلاش کرنا شروع کیا مگر ناکام رہی، اب پھر وہ ہی بوڑھا ملا اور اس نے کہا کہ میں نے تجھے اسحاقؓ کے بارے جھوٹی خبر دی تھی وہ زندہ ہے، اب بجائے اس کے کہ حضرت سارہؓ خوش ہوتیں وہ اس خوشی اور غمی کی وجہ سے ذہنی انتشار کا شکار ہو کر وفات پا گئیں۔ ملاحظہ ہو۔

“Sarah's heart was stronger for grief than joy. These tidings and the revulsion in her feelings killed her; she died and was gathered to her people. And when Abraham and Isaac returned and found the dead body of Sarah, they lifted up their voices in bitter lamentation, and all their servants joined with Abraham and Isaac in grief for the departed”<sup>٣٩</sup>.

سارہ کا دل خوشی سے زیادہ غمی سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے احساسات میں ان رجحانات اور سخت ذہنی بریکسٹنگی نے اسے مار دیا اور وہ مر گئی، اور اس کے لوگ اکھٹے ہوئے، جب ابراہیمؓ اور اسحاقؓ واپس آئے، تو انہوں نے سارہ کو مردہ پایا، تو انہوں نے اپنی آوازیں بلند کر کے ماتم کیا، اور ان کے سب نوکر ابراہیمؓ اور اسحاقؓ کے ساتھ غم میں شامل ہوئے۔

جبکہ کتاب پیدائش میں حضرت سارہ کی موت سے متعلق ایسی کوئی وجوہ بیان نہیں کی جو کہ تالیف میں موجود ہے کہ وہ اس غم سے وفات پائی تھیں۔ کتاب پیدائش ملاحظہ ہو۔

سارہ ایک سوتاںکیں برس زندہ رہی۔ وہ ملک کنعان کے قریب ارلنچ (جبریون) میں وفات پائی۔ ابراہیمؓ اس کے لئے وہاں بہت روئے۔<sup>٤٠</sup>

مندرجہ بالا تالیفی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی چاہت اور نشانہ کو پورا کرنے سے پورا گھر انا غم و صدمے سے دوچار ہوا۔ اور خدا کی مرضی کو پورا کرنے کے لئے ابراہیمؓ کی دلی رضامندی ہی نہ تھی اور حضرت سارہ کے لئے یہ بہت بڑا صدمہ تھا جس کی وجہ سے ان کی وفات ہوئی اور ابراہیمؓ اور اسحاقؓ صبر کی بجائے ماتم کرتے رہے۔ تالیف کے یہ سب الزامات حضرت ابراہیمؓ اور ان کے گھرانے کی عصمت پر بہت بڑا بہتان ہیں جبکہ قرآن مجید کے

مطابق حضرت ابراہیمؐ ایک ہدایت یافتہ پنیر تھے وہ اور ان کا گھر ان تمام الزامات سے پاک ہے جو تالیمود میں مذکور ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَقَدْ أَتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدًا مِّنْ قَبْلٍ وَكُنَّا بِهِ عَلِمِينَ﴾ ۲۱۲  
”اور تحقیق ہم نے اس سے قبل ابراہیمؐ کو ہدایت عطا فرمائی تھی۔“

دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

﴿مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلِكُنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ ۲۱۳

”نہ تو ابراہیمؐ یہودی تھے اور نہ ہی نصرانی، لیکن وہ یک سو مسلمان تھے، اور وہ مشرک بھی نہیں تھے۔“

ابراہیمؐ کی وفات پر اسحاقؐ اور اسماعیلؐ کا ایک سالہ ماتم:

تالیمود کے مطابق حضرت اسحاقؐ سے دو بیٹے پیدا ہوئے عیسیٰ اور یعقوب اور عیسیٰ وکھر سے باہر رہنے کا شو قین تھا جبکہ یعقوبؐ اپنے دادا ابراہیمؐ کے پاس وقت گزارتے تھے، اسی عرصے میں جب بچوں کی عمر پندرہ سال ہوئی تو ابراہیمؐ کی وفات ہو گئی، اور اس وفات پر ایک سال کا ماتم کیا گیا۔

“Abraham died at the age of one hundred and seventy-one years. And when the inhabitants of Canaan learned of his decease they, with all its kings and princes, hastened to do honour to his remains, and all his relatives, who lived in Charan, and the sons of his concubines, came also to the funeral And Isaac and Ishmael buried him in the cave of Machpelah, and all who knew him mourned for him a year”. ۲۱۴

ابراہیمؐ نے ایک سو اکھتر سال کی عمر میں وفات پائی، جب کنعان کے باشندوں نے اس کی موت کو سنا، تو ان کے سب بادشاہ اور امراء نے اسے عزت دینے کے لئے جلدی کی، اور اس کے سب رشتے دار جو حاران میں رہتے تھے، اور اس کی بیویوں کے بیٹے بھی اسے دفننے آئے، اور اسحاقؐ اور اسماعیلؐ نے مکفید کی غار میں اسے دفن کیا، اور سب نے ابراہیمؐ کے لئے ایک سال کا ماتم کیا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی بے تو قیری:

حضرت یعقوب علیہ السلام ہی وہ معزز و مکرم نبی ہیں جن کی بدولت یہودیوں کو ”بنی اسرائیل“ کی شناخت ملی، لیکن عہد نامہ قدیم کی طرح تالیمود کے مصنفوں نے اس عظیم ہستی سے بھی انصاف نہیں کیا، تالیمود کے مطابق ایک دن پہلو ٹھایپٹا عیسیٰ جو بہت زیادہ بھوکا تھا اور بے دم ہو رہا تھا اس نے اپنے بھائی یعقوبؐ سے کھانے کو مانگا یعقوبؐ

نے عیسیٰ کی مجبوری کو دیکھتے ہوئے اسے پہلوٹا ہونے کا حق مانگا اور پھر کھانا دینے کا وعدہ کیا چنانچہ اس طرح مجبور کر کے یعقوبؑ نے عیسیٰ کو روٹی اور مسور کی دال دے کر یہ حق حاصل کر لیا۔ لیکن عیسیٰ نے رنجش دل میں رکھی اور کہا کہ میرا باپ جلدی مرجائے گا لہذا میں یعقوبؑ سے اس غلطی کا بدلہ لوں گا، چنانچہ عیسیٰ نے اپنے بیٹے کو الیفاذ کو اس مقصد کے لئے چنا اور اس کو یعقوبؑ کے قتل کا حکم دیا۔ تلمود ملاحظہ ہو۔

جب یعقوبؑ نے اپنے باپ کے گھر سے روانہ ہوا تو عیسیٰ نے اپنے بیٹے الیفاذ کو بلوایا اور کہا جاؤ اور اپنی کمان کے ساتھ یعقوب کا پچھا کرو، اور اس کے سامنے جا کر انتظار مت کرنا اور اسے پہاڑوں میں میں ہی قتل کر دینا۔ اور اپنے لئے اس خزانے کو لے لینا جو یعقوبؑ کے پاس ہے اور پھر میرے پاس واپس آتا۔<sup>۳۳</sup>

چنانچہ الیفاذ نے یعقوب کو جالیا اور اپنے قتل کا ارادہ ظاہر کیا تو یعقوبؑ نے کہا۔

یہ سب کچھ کو میرے پاس ہے اور جو میری ماں اور باپ نے دیا ہے لے لو، لیکن میری زندگی بخش دو، تمہاری یہ مہربانی تمہاری راست بازی گئی جائے گی۔<sup>۳۴</sup>

چنانچہ الیفاذ نے مال لے کر یعقوب کی جان بخش دی، تلمود کی ان روایات کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ گھرانہ حسد اور باہمی مناقشت کا شکار تھا جب عیسیٰ بھوکا تھا تب اس کی مجبوری کا یعقوبؑ نے فائدہ اٹھایا اور بعد میں جب عیسیٰ کا زور چلا تو اس نے یعقوبؑ سے سب لوٹ لیا۔ جبکہ قرآن کے مطابق انبیاء کے گھرانے ایسی تمام رقبتوں سے پاک ہوتے ہیں۔

تلمود میں مزید لکھا ہے :

“When Jacob arrived in Charan he told his uncle Iaban how Eliphaz, the son of Esau, had despoiled him, and bursting into tears, proclaimed himself a beggar. “Then,” said Laban, “surely thou art my bone and my flesh. I will take care of thee even though thou art penniless”.<sup>۳۵</sup>

جب یعقوب حاران میں پہنچا تو اس نے اپنے ماموں لابن کو بتایا کہ کیسے عیسیٰ کے بیٹے الیفاذ نے اسے لوٹ لیا اور پھر پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے ایک فقیر کی طرح لتجائی۔ تب لابن نے کہا کہ ”تو واقعی میری ہڈی اور میرا گوشت ہے، میں تیری حفاظت کروں گا کیونکہ تو بھی غریب ہے۔“

یعقوب علیہ السلام کی بے بُسی اور بے چارگی اس عبارت سے عیاں ہے نیز انہیں تلمود میں ایک حقیر فرد کے روپ میں پیش کیا جا رہا ہے۔ آگے حضرت یعقوبؑ سے متعلق لکھا ہے۔

”بہت سال گزرنے کے بعد جب یعقوب اپنی بیویوں، بچوں اور سب مال و اساب کے ساتھ چلا گیا تو لابن نے اس کا تعاقب کیا۔ اور عیسیٰ کو کہا کے یعقوب نے میری بیٹیوں کو بھی چونے نہیں دیا اور قیدیوں کی طرح نہیں اپنے ساتھ لے گیا ہے اور سب سے بیہودہ کام اس نے یہ کیا ہے کہ میرے دیوتاؤں کو چرا لایا ہے۔ جب کہ نالے پر میں نے اس کی سب چیزوں کے ساتھ چھوڑ دیا اور اگر تو اسے ڈھونڈنے کی خواہش رکھتا ہے تو جا اور پھر اس کے ساتھ ویاہی کر جیسے تیرے دل کی خوشی ہے۔ جب عیسیٰ نے لابن کے قاصدیوں کی باتوں کو سناتا تو ”یعقوب کے سب غلط کام“ اس کی یادداشت میں پھر تازہ ہو گئے جو اس نے اس کے ساتھ کئے تھے اور اپنے بھائی کے خلاف اس کا غصہ اور نفرت ایک دفعہ پھر اس کے دل میں بھڑک اٹھئے۔<sup>۷۷</sup>

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یعقوب اپنے ماموں لابن کے دیوتاؤں کے بت چرا لائے تھے حالانکہ نبی جو تو حید کا پیغام لاتے ہیں ان کی عصمت پر اس سے بڑا لازم کیا ہو گا کہ انہیں بت چور ثابت کیا جائے۔ اسی طرح مندرجہ بالا عبارت میں یعقوب کے سب غلط کام اپنے بھائی عیسیٰ کی یادداشت میں تازہ ہونے کا اس کے سوا اور کیا مفہوم ہو سکتا ہے کہ مصنفین تلمود کے نزدیک یعقوب علیہ السلام ایک خطکار اور گناہ گار انسان تھے اور انہوں نے ایک نہیں بلکہ بہت سارے غلط کاموں کا ارتکاب کیا تھا۔

### حضرت یعقوب کی بیٹی کی بے تو قیری:

تلمود کی بیان کردہ روایت میں حضرت یعقوب کے گھرانے پر تہمت لگائی گئی ہے کہ وہ نہ صرف ناچ گانے میں دلچسپی رکھتے تھے بلکہ ایسی محفل میں بخوشی شرکت بھی کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو:

“Then the inhabitants of Shechem made a great feast, an occasion of joyousness, dancing? singing, and merriment of all kinds, and all the daughters of the land joined in the general revelry. And it came to pass that Rachel and Leah, the wives of Jacob, and Dinah, his daughter, felt a great desire to witness this scene of enjoyment, and together they repaired to the place where the festivities were held. All the nobles of the city were present, and Shechem, the son of the king, was also one of the participants”.<sup>۷۸</sup>

”تب شکم کے باشندوں نے ایک بڑی ضیافت کا اہتمام کیا، اس خوشی کے موقع پر نانچے، گانے اور ہر طرح کی خوشی کا انتظام تھا اور اس زمین کی سب لڑکیاں احتراماً اس ضیافت میں شرکت کرتی تھیں اور یعقوب کی بیویوں راحیل اور لیاہ اور

اس کی بیٹی دینہ کو اس خوشی کے منظر کو دیکھنے کی بڑی خواہش تھی اور وہ اکٹھی اس جگہ پہنچیں جہاں ضیافت منعقد ہو رہی تھی۔ اس شہر کے سب امیر لوگ وہاں حاضر تھے اور بادشاہ کا یہاں شکم بھی ان میں شامل تھا۔ مندرجہ بالا عبارت میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یعقوبؑ کا گھر انناق گانے کی اس ضیافت میں بخوبی شرکت کا خواہشمند تھا، بلکہ یعقوبؑ کی بیویاں اور یہیں اس منظر کو دیکھنے کے لئے موقع پر پہنچیں، لیکن حضرت یعقوبؑ کی بیٹی کے ساتھ بے حرمتی کا ایک واقعہ پیش آیا۔ اس واقعہ سے متعلق تالیمود کی عبارت ملاحظہ ہو۔

He happened to see Dinah, and was immediately attracted by her great beauty and modest appearance. .... He immediately sent twelve servants to the house of Shechem to demand the girl, but they were insolently met by the prince's retainers and driven back to Jacob. He said nothing, but waited quietly until his sons should return to their home.<sup>٦٩</sup>

ایسا ہوا کہ اس (شکم) نے دینہ کو دیکھا اور فوراً اس کی خوبصورتی اور سیدھی سادھی شخصیت کا مداح ہو گیا۔ اس نے تحقیق کی کہ وہ کون ہے اور اس نے سنا کہ وہ عبرانی یعقوب کی بیٹی ہے جس نے ابھی اپنے باپ کی زمین پر قیام کیا ہے۔ اس کا عشق بہت بڑھ گیا اور موقع کی تلاش میں تھا اور وہ اس خوف زدہ لڑکی کو زبردستی اٹھا کر اپنے گھر لے گیا۔ راحیل اور لیاہ جلدی سے گھر پہنچیں اور اس واقعہ کی اطلاع یعقوب کو دی۔ اس نے فوراً بارہ آدمی شکم کے گھر لڑکی کو لانے کے لئے بھیجی لیکن شہزادے کے ملازموں نے ان کے ساتھ گستاخی کی۔ اور یعقوبؑ نے کچھ نہیں کیا، بلکہ اپنے بیٹوں کے آنے کا انتظار کرتے رہے۔

مندرجہ بالا تالیمودی روایت کے مطابق یعقوبؑ کی بیٹی کو اٹھا لیا گیا اور انہوں نے اس پر خود عملی غیرت کا مظاہرہ کرنے کی بجائے اپنی جگہ اپنے ملازم بھیجے اور خود ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹوں کی آمد کا انتظار کرتے رہے اور جب یعقوب کے بیٹے گھر واپس آئے اور اس سارے قصے پر بہمی کا ظہار کرتے ہوئے انہوں نے بدله لینے کے منصوبے کا اعلان کیا تو یعقوبؑ نے اس سب رد عمل پر جو جواب دیا وہ ملاحظہ ہو۔

" When Jacob realised the result of their rashness he was grieved, angered, and alarmed". What is this that you have done to me !" he exclaimed. "In this country I thought I had found rest, and now when the relatives of these people learn what you have done they will fall upon me and destroy me and my house".<sup>٤٠</sup>

جب یعقوب نے ان کی جلد باری کے اس کام کو جانتا تو وہ بہت غم زدہ، ناراض اور خوف زدہ ہوا۔ ”تم نے یہ میرے ساتھ کیا کیا؟“ اس نے کہا۔ ”میں نے سوچا اس ملک میں مجھے آرام ملا ہے اور اب جب ان لوگوں کے رشتے دار سنیں گے کہ تم نے ان کے ساتھ کیا کیا ہے تو وہ مجھ پر آپڑیں گے اور مجھے اور میرے گھر کو تباہ کر دیں گے۔“

اس عبارت سے سیدنا یعقوب علیہ السلام پر کم ہمت، بزدی اور بے حمیتی کا بہتان باندھا گیا ہے جبکہ پیغمبر کبھی اس طرح کے طرز عمل کا مظاہرہ نہیں کر سکتے جبکہ تالموذ کے مطابق پہلے تو حضرت یعقوب نے خود کچھ نہیں کیا اور جب بیٹوں نے بدلا لیا تو توب بھی وہ اٹا پنے بیٹوں کو ملامت کرتے رہے کہ اب وہ لوگ بدله لینے کے لئے آئیں گے اس ملک میں ابھی تو آرام ملا ہے، گویا بھی کی عزت سے زیادہ آرام و سکون عزیز تھا۔ قرآن مجید نے ایسے کسی واقعہ کا کوئی ذکر نہیں کیا، ظاہر ہے کہ حضرت یعقوب کی عصمت پر یہ حکم کھلا تھہت ہے جو تالموذی مصنفین کی ذہنی اختراع ہے قرآن مجید میں حضرت یعقوب کے مقام و مرتبے کے بارے میں ارشاد ہے۔

﴿وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ. وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً. وَكُلَّا جَعَلْنَا صَلِحِينَ﴾<sup>۵۰</sup>

اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق علیہ السلام جیسا بیٹا بھی بخشنا اور یعقوب جیسا بیٹا بھی انعام مزید کے طور پر اور ان سب کو ہم نے اعلیٰ درجے کا نیک بخت بنایا تھا۔

### یوسف کی گمشہدگی پر حضرت یعقوب کا ماتم:

قرآن میں ”صبر جبیل“ کے الفاظ ہیں<sup>۵۱</sup>، جن کا لفظی ترجمہ ”اچھا صبر“ ہو سکتا ہے۔ اس سے مراد ایسا صبر ہے جس میں شکایت نہ ہو، فریاد نہ ہو، جزع فزع نہ ہو، ٹھنڈے دل سے اس مصیبت کو برداشت کیا جائے، جو ایک عالیٰ ظرف انسان پر آپڑی ہو مگر تالموذ یہاں حضرت یعقوب علیہ السلام کے تاثر کا نقشہ بھی کچھ ایسا کھینچتی ہیں، جو کسی معمولی باپ کے تاثر سے کچھ بھی مختلف نہیں ہے۔ یعقوب کے بیٹے ان کے پاس پہنچے اور کہا۔

”Behold, we gathered our herds together and proceeded upon the road to Shechem, and this coat we found by the way, in the wilderness, torn, smeared with blood, and trampled in the dust. Examine it, we pray thee, and see whether or not it be the coat of thy son.“ Jacob immediately recognised Joseph's coat, and fell with his face to the ground. He remained motionless for a long time, and then he arose and wept aloud, crying, ”It is my son's coat.“<sup>۵۲</sup>

دیکھو، ہم اپنے ریوڑوں کو اکھٹے چرار ہے تھے، اور جب ہم شکم کے راستے پر آگے بڑھے اور بیان میں راستے پر یہ قباقھٹی ہوئی، خون کے ساتھ ملی ہوئی اور مٹی میں گندھی ہوئی ملی، اب تو پہچان کہ یہ تیرے بیٹے کی قبا ہے یا نہیں، یعقوب<sup>۱</sup> نے اس قبا کو پہچان لیا، یعقوب<sup>۲</sup> بیٹے کی قمیص پہچانتے ہی اونہ میں منہ ز میں پر گرپڑا اور دیر تک بے حس و حرکت پڑا رہا، پھر اٹھ کر بڑے زور سے چینا کہ ہاں یہ میرے بیٹے ہی کی قمیص ہے اور وہ سالہ سال یوسف کا ماتم کرتا رہا۔<sup>۳</sup>

### حضرت یوسف<sup>۴</sup> کی عزیز مصر کے ہاتھوں پٹائی:

عزیز مصر کی بیوی کا یوسف علیہ السلام پر فریغتہ ہو کر خواہشی نفس کی تتمیل کیلئے مکر کرنا اور یوسف علیہ السلام کی پاکد امنی کی تفصیل قرآن کریم میں مذکور ہے۔ تالمود کی عبارت میں یہ بات واضح ہے کہ عورت نے پورے واقعے کے بعد گھر ایک لڑکے کو بھیج کر سب مردوں کو بلوانے کا کہا، جب وہ گھر پہنچے تو اس نے اوپنی آواز میں آہ وزاری کی اور یوسف<sup>۵</sup> کی ہوس پرستی کی کہانی بناؤالی، کہ میں نے اس کا پیرا ہن پکڑا تو وہ خوفزدہ ہو کر بھاگ نکلا۔ ملاحظہ ہو۔

“The men repeated these charges to Potiphar, who returned to His house in a great rage against Joseph, and commanded at once that the lad should be whipped severely. During the infliction of this punishment Joseph cried aloud, raising his hands to Heaven, “Thou knowest, oh God,” said he, “that I am innocent of all these things; wherefore, shall I die through falsehood”<sup>۶</sup>۔

آدمیوں نے یہ واقعہ فوطیفار (عزیز مصر) کو بتایا، وہ یوسف کے خلاف سخت غصے میں گھر آیا۔ اور اسے سختی سے کوڑے لگانے کا حکم دیا، اس سزا کی تکلیف میں یوسف<sup>۷</sup> نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر بلند آواز میں چلا کر کہا۔ اے خدا تو جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں، کیا میں اس جھوٹ کے باعث مار جاؤں گا۔

اس عبارت سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف<sup>۸</sup> کی عام فرد کی طرح مار کھاتے رہے اور چلا کر خدا کو پکارتے رہے حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے اور نبی کی عصمت کے منافی ہے کہ نبی مار کھا کر یوں آہ وزاری کرے، مزید تالمود کا بیان ہے کہ عزیز مصر نے اس معاملے کو عدالت میں پیش کیا، یوسف<sup>۹</sup> کو پھوٹانے والی بات یہود یوں کی اپنی اختراء ہی ہے، کیونکہ قرآن کے بیان کے مطابق جب موقع پر ایک گواہ نے گواہی دے دی اور وہ گواہی یوسف علیہ السلام کے حق میں جاتی تھی اور عزیز مصر نے تو اس وقت ہی کہہ دیا تھا ﴿فَلَمَّا رَأَ قَيْصَرَةً فَدَّ مِنْ دُبْرِ قَالَ اللَّهُ مِنْ كَيْنُكُنَّ﴾<sup>۱۰</sup>

ان کیکنگ عظیم<sup>۱۱</sup>

جب اس نے اس کی قیصی پیچھے سے بچھی ہوئی دیکھی تو اس نے کہا یقیناً یہ تم عورتوں کے فریب ہیں یقیناً تمہارا فریب بہت بڑا ہے۔

قرآن کے مطابق صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاملہ موقع پر ہی نیٹالیا گیا تھا، اور کسی عدالت میں لے جانے کی نوبت نہیں آئی تھی پھر آخر تالیمود کی عبارت سے کس طرح یہ باور کر لیا جائے کہ ایک ایسا ذی وجہت آدمی اپنی بیوی پر اپنے غلام کی دست درازی کا معاملہ مار پیٹ کے بعد خود عدالت میں لے گیا ہو گا۔

### حضرت یعقوبؑ کی وفات پر حضرت یوسفؑ کا ستر دن کا ماتم:

تالیمود کے مطابق حضرت یوسفؑ حضرت یعقوبؑ کی وفات پر صبر کا مظاہرہ کرنے کی بجائے ماتم اور واویلا کرتے رہے ملاحظہ ہو۔

“When Joseph saw that his father was dead he fell upon the cold face, upon the cold face, and wept bitterly, and cried aloud in anguish, "My father ; oh, my father... Then Joseph commanded the physicians to embalm his father's body, and he, with all his family and relatives and Egyptian friends, lamented for seventy days”<sup>١</sup>.

جب حضرت یوسفؑ نے دیکھا کہ اس کا باپ مر گیا، تو اس کے پھرے سے لپٹ کر بہت رویا، اور سخت ذہنی افیت میں بلند آواز سے چلانے لگا، اے میرے باپ، اے میرے باپ، یعقوبؑ کے گھر ان کے سب لوگوں نے اپنے کپڑے پھاڑا، اور ٹاٹ اوڑھ کر خاک میں بیٹھے، اور اپنے قیلے کے سردار کے لئے ماتم کیا، اور مصری جو یعقوبؑ کو جانتے تھے انہوں نے بھی اس کے لئے ماتم کیا۔ تب یوسفؑ نے طبیبوں کو اپنے باپ کی لاش میں خوشبو بھرنے کا حکم دیا، اور اس نے اپنے خاندان، خاندان اور مصری دوستوں سمیت ستر دن تک ماتم کیا۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ حضرت یوسفؑ پر جو یہ الزام لگایا جا رہا ہے وہ کبھی بھی کسی نبی کے شایان شان نہیں لیکن تالیمودی مصنفین تو اس کو ستر دن کے ماتم میں لکھتے ہوئے بھی کوئی نہ امت محسوس نہیں کرتے خواہ نبی کی عصمت پر کتنی ہی بڑی تہمت صادر ہو جائے۔

### حضرت زکریاؑ کے قتل کا اعتراف:

حضرت زکریا علیہ السلام "بنی اسرائیل" کے جلیل القدر انبیاء میں سے ہیں، یہود نے تالیمود میں زکریا علیہ السلام کے قتل کا اعتراف اس انداز میں کیا ہے:

“When the city have been captured he marched with his princess and officers into the Temple, on one of the walls he

found the mark of an arrow's head as though somebody had been killed or hit near by, and he asked. Who was killed here: "Zachariah the son of Yehoyadh, the high priest answered the people; he rebuked us incessantly on account of our transgressions, and we tired of his words, and put him to death".<sup>٥٧</sup>

جب بخت نصر نے ھیکل کو فتح کر لیا تو ھیکل میں سیر کے دوران اس نے ھیکل کی ایک دیوار پر تیر کے سرے کا نشان دیکھا جیسے کسی کو اس کے نزدیک مارا گیا یا قتل کیا گیا ہو وہ اس نے پوچھا کہ کون یہاں قتل کیا گیا تھا؟ تو لوگوں نے جواب دیا کہ "سردار کا ہن یہودی عکاٹیا زکریا، اس نے ہمیں ہماری خلاف ورزیوں پر مسلسل جھیڑ کا اور ہم اس کی باتوں سے اکتا گئے اور اسے قتل کر دیا۔

قرآن عزیز نے متعدد جگہ یہود کی فتنہ پر داڑیوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ انہوں نے اپنے نبیوں اور پیغمبروں کو بھی قتل کئے بغیر نہیں چھوڑا چنانچہ آں عمران میں ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكُفِرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّنَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾<sup>٥٨</sup>

جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کے حکموں کا اور نا حق پیغمبروں کو قتل کرتے ہیں اور (نبیوں کے سوا) جو لوگ ان کو انصاف کرنے کا حکم کرتے ہیں ان کو (بھی) قتل کرتے ہیں تو ان کو دردناک عذاب کی خوش خبری سنادو۔

**عصبیت کی بنیاد پر حضرت موسیٰؑ کے ہاتھوں عمداء قتل:**

حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کے تذکرہ کے سلسلے میں قرآن حکیم کا بیان ہے کہ ان کے ہاتھوں سے ایک قبطی مارا گیا تھا، جس کو موسیٰؑ علیہ السلام نے تنبیہاً ایک مکلاما تھا، جس سے وہ مر گیا، یہ قتل عمدہ ہرگز نہیں تھا۔ جبکہ تالیمود حضرت موسیٰؑ (علیہ السلام) کو قتل عمدہ مجرم ٹھہراتی ہیں۔ یہی بات تالیمود میں بھی بیان کی گئی ہے کہ :

"When he was about eighteen years old, Moses visited his father and mother in Goshen; and going also where his brethren were working he saw an Egyptian smiting a Hebrew, and he killed the Egyptian and fled from Egypt, as the occurrence is related in the Bible".<sup>٥٩</sup>

جب موسیٰؑ علیہ السلام کی عمر اٹھارہ سال تھی وہ اپنے باپ اور ماں سے ملنے جو شن کے علاقے میں گیا، اور وہاں بھی گیا جہاں اس کے بھائی کام کر رہے تھے اور اس نے ایک مصری کو عبرانی پر ظلم کرتے ہوئے دیکھا اور اس نے مصری کو قتل کر دیا اور مصر سے بھاگ گیا۔

ایک حکیم و دانا آدمی، جسے آگے چل کر ایک اولو العزم پیغمبر ہونا تھا اور جسے انسان کو عدل و انصاف کا ایک عظیم الشان قانون دینا تھا، ایسا نہ ہا قوم پرست نہیں ہو سکتا کہ اپنی قوم کے ایک فرد سے دوسری قوم کے کسی شخص کو لڑتے دیکھ کر آپ سے باہر ہو جائے اور جان بوجھ کر اسے قتل کر ڈالے لیکن تالמוד یہی کچھ بیان کر رہی ہے۔ جبکہ قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نبوت کے ملنے سے پہلے کا واقعہ تھا، جو کہ غیر ارادی فعل تھا اور حضرت موسیٰؑ کا قتل کا ارادہ ہر گز نہ تھا چنانچہ موسیٰؑ نے اسی وقت اس فعل کی نسبت شیطان کی طرف کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَذَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَيْهِ حِينَ غَفَلَةٍ مِّنْ أَيْلَهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَلَلَنِي. بَدَا مِنْ شِيَعَتِهِ وَبَدَا مِنْ عَدُوَّهُ. فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيَعَتِهِ عَلَيَّ الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ. فَوَكَرَهُ مُوسَى فَقَضَى عَلَيْهِ. قَالَ بَدَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَنِ. إِنَّهُ عَدُوٌّ مُضِلٌّ مُبِينٌ﴾<sup>٦٠</sup>

اور ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ موسیٰؑ شہر میں ایسے وقت پہنچے کہ اہل شہر غفلت میں پڑے سور ہے تھے تو انہوں نے وہاں دو آدمیوں کو آپس میں لڑتے پایا ایک تو ان کی اپنی جماعت کا تھا اور دوسرا ان کے دشمنوں میں سے سواں شخص نے جو کہ آپ کی جماعت میں سے تھا آپ کو اس شخص کے خلاف مدد کے لئے پکارا جو کہ اس کے دشمنوں میں سے تھا اس پر موسیٰؑ نے اس کو ایک ایسا گھونسار سید کیا کہ اس کا کام تمام کر دیا اس خلاف توقع حادثہ پر موسیٰؑ نے کہا یہ تو شیطان کی کارستانی سے ہو گیا واقعی وہ بڑا ہی گمراہ کھلاد شمن ہے۔

حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کی اپنے میر بان کی بیٹی صفورہ پر نظر عنایت:

یہاں پھر بنی اسرائیل کی ایک کرم فرمائی ملاحظہ ہو، جو انہوں نے اپنے جلیل القدر نبی اور سب سے بڑے محسن پر کی ہے۔

تالמוד میں کہا گیا ہے کہ:

“And Moses lived with Re'uel, and he looked with favour upon Ziporah, the daughter of his host, and married her.”

”موسیٰؑ رعویل کے ہاں رہنے لگے اور وہ اپنے میر بان کی بیٹی صفورہ پر نظر عنایت رکھتے تھے، یہاں تک کہ آخر کار انہوں نے اس سے بیاہ کر لیا۔“

## حضرت موسیٰ کار سالت کو قبول کرنے میں تامل و پس و پیش:

اس واقعہ کو تالیمودیوں بیان کرتی ہے:

”اللَّهُ تَعَالَى أَوْ حَضْرَتُ مُوسَىٰ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) كَمِنْيَانِ سَادَ دَنْ تَكَ اَسِي بَاتِ پَرْ رُوْكَدْ ہُوْتَيْ رَهِيْ۔ خَدَا كَهْتَارَهَا كَهْ بَنِيْ بَنِ، مَغْرِيْ مُوسَىٰ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) كَهْتَهِ رَهِيْ كَهْ مِيرِيْ زَبَانِيْ بَنِيْ كَهْتِيْ تُوْ مِيْنِيْ بَنِيْ كَيْسِيْ بَنِ جَاؤْلِ؟ آخِرَ خَدَانَهْ كَهْ بَنِ، مِيرِيْ خَوْشِيْ یَهِيْ كَهْ تَوْهِيْ بَنِ۔ اَسِ پَرْ حَضْرَتُ مُوسَىٰ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) نَكَهَا كَهْ لَوْط (عَلَيْهِ السَّلَامُ) كَوْبَچَانَهْ كَهْ لَيْ آپِنَے فَرَشَتَهْ بَسِيْجِ، هَاجِرَهْ جَبْ سَارَهْ كَهْ گَهْرَسْ نَكَلِيْ تُوْسَكَهْ لَيْ پَانِچِ فَرَشَتَهْ بَسِيْجِ اَوْ رَابْ اَپِنَے خَاصَ بَچَوْنِ (بَنِ اَسِرَائِيلِ) كَوْ مَصَرَسْ نَكَلَوْنَهْ كَهْ لَيْ آپِ بَجَهْ بَسِيْجِ رَهِيْ ہِيْ۔ اَسِ پَرْ خَدَانَارَضِ ہُوْ گَيَا اَوْ رَاسِ نَرْسَالَتِ مِيْنِ اَنِ كَهْ سَاتَهْ بَهَارُونِ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) كَوْ شَرِيكِ كَرْدِيَاوَنِ مُوسَىٰ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) کَيِ اَوْلَادِ کَوْ مَحْرُومِ كَرَهْ کَهْ بَهَانَتِ کَهْ مَنْصَبِ بَهَارُونِ کَيِ اَوْلَادِ کَوْدَهِ دِيَ۔“

مندرجہ بالاتہ تالیمودی روایت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ رسالت کے منصب کو قبول کرنے کی بجائے خدا کے سامنے جھیتیں اور تاویلات پیش کر رہے ہیں، اور یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ باقی جگہوں پر فرشتوں کو بھیجا لیکن یہاں بھیجے ہی کیوں بھیجا جا رہا ہے اور بَهَارُونَ کی رسالت اللہ تعالیٰ نے مُوسَىٰ سے ناراض ہو کر عطا کی ہے، بلکہ مُوسَىٰ کی اولاد کہانت کے منصب سے بھی محروم کر دی گئی۔ یہ عبارت واضح طور پر حضرت موسیٰ کی عصمت پر اعتراض پیدا کرتی ہے، جبکہ قرآن کی رو سے اللہ تعالیٰ مُوسَىٰ سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”جَا، تَوَاَرِ تِيرَ اِبْحَائِيْ مِيرِيْ نَشَانِيُوْنِ کَهْ سَاتَهْ اَوْ دِيْکَھُوْ تِمْ مِيرِيْ یادِ مِيْں سَسْتِيْ نَهْ کَرَنَا، جَاؤْ تِمْ دَوْنُوْ فَرَعَوْنَ کَهْ پَاسِ کَهْ وَهْ سَرَكَشِ ہُوْ گَيَا ہِيْ۔ اَسِ سَرْمِیْ کَهْ سَاتَهْ بَاتِ کَرَنَا، شَایِدِ کَهْ وَهْ نَعِیْحَتِ قَوْلِ کَرَے یَادُرِ جَاءَ۔ دَوْنُوْ نَعْرَضِ کَيَا: پَرْ دَگَارِ! ہِمِیْں اِنْدِیْشِہ ہِیْ کَہْ وَهْ ہَمِیْ پَرْ زِیادَتِیْ کَرَے گَا یَابِلِ پُڑِے گَا۔ فَرَمَايَا: ڈِرُومَتْ، مِیْں تَمَہَارَے سَاتَهْ ہُوْنِ، سَبْ کَچَھِ سَنِ رَہَوْنِ اَوْ دِیْکَھِ رَہَوْنِ، جَاؤْ اَسِ کَہْ پَاسِ اَوْ کَہْ کَہْ ہَمِیْ تَیرِے رَبِّ کِیْ پَغْنِیْمَرِ ہِیْ۔“<sup>۶۳</sup>

دوسرے مقام پر سورۃ الاصافات میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلَقَدْ مَنَّا عَلَيْ مُوسَىٰ وَبَرُونَ، وَنَجَّيْهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ، وَنَصَرْتُهُمْ فَكَانُوا بُنُمُ الْغَلِيْنِ، وَاتَّبَعْهُمَا الْكِتَبُ الْمُسْتَبَنِ، وَبَدَّهُمَا الصَّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ، وَرَكِنْتُنَا عَلَيْهِمَا فِي الْأُخْرِيْنِ، سَلَمْ عَلَيْ مُؤْمِنِيْ وَبَرُونَ، إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ﴾<sup>۶۴</sup>

”اور بلاشبہ احسان کیا ہم نے موسیٰ اور بَهَارُونِ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) پَرْ بَھِی۔ اور نجاتِ دلائی ہم نے ان دونوں کو اور ان کی قوم کو بلائے عظیم سے۔ اور مدد کی ہم نے ان کی، سو ہو کر رہے وہی غالب۔ اور دی ہم نے ان کو ایک کتاب، ہر بَاتِ واضح کرنے والی، اور دکھائی ہم نے انہیں را اور است اور باقی رکھا ہم نے ان دونوں کے لیے پچھلی نسلوں

میں۔ یہ کہ ”سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر“۔ بلاشبہ ہم ایسی ہی جزادیتیں بیں اچھا اور معیاری کام کرنے والوں کو اور یقیناً وہ دونوں تھے ہمارے مومن بندوں میں سے۔

تالمود میں پائے جانے والے مندرجہ بالا مباحث ثابت کرتے ہیں کہ عہد نامہ قدیم اور تالمود کی تشریحات رو و بدل اور تحریف پر مبنی ہیں کیونکہ اللہ کا کلام ایسی توہین آمیز تشریحات پر مشتمل نہیں ہو سکتا یہودی مصنف اسحاق واٹر اپنی کتاب Judaism میں تالمود میں تحریف کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

“Biblical laws were changed during the period of history recorded in clap Bible, so afterward the laws, amendments, and changes could be made, which are recorded in the Mishnah and Talmud”<sup>۱۵</sup>.

تاریخ میں تورات کے احکام و قوت کے ساتھ تبدیل ہوتے رہے جو کہ بالکل میں موجود ہیں، اس کے بعد بھی قوانین میں تبدیلیاں اور تحریف ہوتی رہی ہیں اور مزید ہو سکتی ہیں، جو سب کی سب مشناہ اور تالمود میں محفوظ کی گئی ہیں۔

### خلاصہ بحث:

مندرجہ بالا عبارات کے اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ تالمود کا نظریہ انبیاء کرام کی عصمت کے بارے میں وہی ہے جو عہد نامہ قدیم کا ہے۔ اگرچہ بعض واقعات میں عہد نامہ قدیم اور تالمود میں واضح تضاد بھی پایا جاتا ہے۔ تاہم انبیاء کرام کی توہین و تنقیص اور انہیں ایک انتہائی عام قسم کا شخص بنانے کا پیش کرنا دونوں کتابوں کی قدر مشترک ہے۔ تالمود بھی عہد نامہ قدیم ہی کی طرح عصمت انبیاء کرام کی لفی کرتی ہے۔ یہاں تک کہ خاص وہ انبیاء کرام جو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کئے گئے ان کی عظمت و عصمت بھی خود اپنے ہی پیروکاروں کی زبان و قلم سے محفوظ نہ رہی چہ جائیکہ دیگر انبیاء کرام محفوظ رہتے۔ تالمود میں یہ توہین آمیز عبارات ثابت کرتی ہیں کہ سابقہ الہامی کتب اور ان کی تشریحات کی حیثیت الہامی نہیں بلکہ انسانی ہے، اور عصمت انبیاء کے منانی یہ عبارات سابقہ کتب میں تحریف کی کھلی دلیل ہیں جب ان انبیاء کرام سے متعلق قرآن مجید کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے، کہ قرآن ہی وہ واحد کتاب ہے جو انبیاء کی عصمت اور عظمت کی اصل محافظہ ہے۔

## حوالہ جات

- ۱۔ پترس عبد الملک، دکتور، قاموس الکتاب المقدس، دکتور جون الکرینڈر تھامسن، استاذ ابراہیم مطر، دارالتحفۃ المیسیحیۃ، ص ۱۵۲
- ۲- Johannes Friedrich Bleek, An Introduction to the Old Testament, London, Bell & Dandy Volume 1,PP 108.
- ۳- Accessed on September 6, 2017,  
[http://www.bbc.com/urdu/interactivity/poll/story/2006/08/printable/060804\\_voices\\_week\\_four.shtml](http://www.bbc.com/urdu/interactivity/poll/story/2006/08/printable/060804_voices_week_four.shtml)
- ۴- Leo Auerbach, The Babylonian Talmud In Selection, P. 11.
- ۵- F. Warne, The Talmud: Selections from the Contents of that Ancient Book, F. Warne, 1868, P .1.
- ۶- سینفین بیسیر، تلمود، مکتبہ عناویم، سادھوکی، گوجرانوالہ، ص ۱۲
- ۷- Corrigan.Jews, Christians, Muslims: A Comparative Introduction to Monotheistic Religions. Upper Saddle River: Prentice Hall, 1998. P 21.
- ۸- Fishbane, Michael A. Judaism: Revelation and Traditions. San Francisco: HarperCollins, 1987. P. 42.
- ۹- H. Polano, The Talmud, Wentworth Press, P.19.
- ۱۰- سورۃ الانعام ۲:۱۶۲
- ۱۱- H. Polano, The Talmud, P.22.
- ۱۲- Ibid, P.23.
- ۱۳- کتاب پیدائش ۷:۱
- ۱۴- کتاب پیدائش ۸:۲
- ۱۵- H. Polano, The Talmud, Wentworth Press, P.19, P.23.
- ۱۶- Ibid, P.24.
- ۱۷- Ibid, P.25.
- ۱۸- سورۃ حود ۱۱:۲۲، ۲۳
- ۱۹- H. Polano, The Talmud, P.25, 26.
- ۲۰- Ibid, P.44.
- ۲۱- سورۃ مریم ۱۹:۲۱
- ۲۱- سورۃ الانبیاء ۲۱:۷۵، ۷۳
- ۲۲- Ibid, P.44-45.
- ۲۳- H. Polano, The Talmud, P.49.

۲۵۔ کتاب پیدائش ۱۹:۳۰

26۔ H. Polano, The Talmud, Wentworth Press, P.19, P.50

27۔ Ibid, P.51.

۲۸۔ سورۃ مریم ۱۹:۵۵,۵۳

29۔ H. Polano, The Talmud, P.53-54.

۳۰۔ سوختن: سوختنی؛ جلنے یا جلانے کے قابل، پھونک دے جانے کے لائق، فارسی مصدر 'سوختن' کے ساتھ فارسی قاعدے کے تحت ای 'اطور لاحقہ صفت' بڑھانے سے 'سوختنی' حاصل ہوا۔ اردو میں اطور صفت استعمال ہوتا ہے اور ۱۷۸۴ء کو "دیوان درد" میں تحریر آمیختہ مسئلہ ملتا ہے۔

۳۱۔ سورۃ ابراہیم ۱۲:۳۷

32۔ H. Polano, The Talmud, P.52,53.

33۔ Ibid, P.53.

34۔ Ibid

35۔ Ibid, P.55.

۳۲۔ کتاب پیدائش ۲۲:۱۰، ۱۳

37۔ H. Polano, The Talmud, P.55,56

۳۸۔ سورۃ الصافات ۳۷:۳۲، ۱۰۲:۱۰۵

39۔ Ibid, P.56.

۳۰۔ کتاب پیدائش ۲۳:۲۱، ۲۴:۲۳

۳۱۔ سورۃ الانبیاء ۲۱:۵۱

۳۲۔ سورۃ آل عمران ۳:۲۷

43۔ H. Polano, The Talmud, P.57.

44۔ Ibid, P.60.

45۔ Ibid.

46۔ Ibid.

47۔ H. Polano, The Talmud, P.61,62.

48۔ Ibid, P.64.

49۔ Ibid, P.64.

50۔ Ibid, P.67.

۴۵۔ سورۃ الانبیاء ۲۱:۲۲

۴۶۔ سورۃ یوسف ۱۲:۱۸

53۔ Ibid, P.78.

54۔ Ibid.

۴۷۔ سورۃ یوسف ۱۲:۲۸

56- Ibid P.332.

57- H. Polano, The Talmud, P.115.

۵۸- سورۃ آل عمران ۳: ۲۱

59- Ibid, P.120.

۶۰- سورۃ قصص ۲۸: ۱۵

61- H. Polano, The Talmud, P.133.

۶۱- سورۃ طہ ۲۰: ۲۸، ۲۲

62- Ibid P.146-147.

۶۲- سورۃ الصافات ۳۱: ۱۲، ۱۱، ۱۰

65- Isaac Wise, Judaism, Applewood Books, P. 67.